رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED. NO A.783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور سچائی ہے

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی خلاف ...

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ **سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دینا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تقاضے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی لفافہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۴

مضامین غیر

(بابت ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء)

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی

یہ شعر تو شاعر نے کسی اولو العزم بے وقوف پر چوٹ کرنے کی غرض سے کہا ہوگا۔ ایک بجوگی پر بھی اس طرح شاعر چوٹ کر چکا ہے جسکے بچوں کی والدہ حسن کی خیرات مفت تقسیم کیا کرتی تھیں ؎

تو براوج ساچہ دانی چیست
چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

گر درحقیقت دونون شعرون کا محل استعمال شاید آجکل سے زیادہ موزون و مناسب اور کبھی نہ ہوگا۔ کیا معنی کہ یورپین فاتح دنیا بھر کی تہذیب سکھانیکے دار مفتوح ممالک کے سر پہ تنگ و ستاد بنے پھرتے ہین۔ پر اسے یورپ آزاد کرنے کے بہانے سے بیسیون ملک غلامی کی زنجیرون مین جکڑ دیے اور ان غریبون کی پرانی صنعت و حرفت برباد کی اور گئی رہی سہی گری پڑی بھولی بسری آزادی کے خزانے پر سانپ بن کے بیٹھے اور یورپ کا نہ مین [illegible] سازی کا کارخانہ گھرون کے فراغت حاصل فرمائی۔ یہ جو ملک آزاد کیا یا وہ خود آزاد ہو گئین۔ اب بجز آسمان پر کمند لگانے کے اور کوئی دھندا جارہ گیا ہے لہذا ہوائی جہاز کے ذریعے سے وہ کرنا چاہتے ہین جو آج تک شاید کسی نے نہ کیا ہو۔ بابل والے عظیم مینارہ یا آسمانی گوشہ بنا کے فلک پیمائی پر مستعد ہوئے مگر ؎

دل کی دل ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی
جیت ہے تم سے ملاقات نہ ہونے پائی

البتہ شاباش ہے حال کے اہل یورپ کی ہمتون کو اگلے پچھلے اہل دلون سے بہت بڑھتے ہوئے ہین۔ کبھی قطب شمالی پر خیالی گھونسلا بناتے ہین کبھی قطب جنوبی پر انڈے بچے دینے کی فکر فرماتے ہین۔ یہ تو معلوم نہین کہ قطبین کو جنبش دے سکے یا نہین لیکن اسمین کوئی کلام نہین کہ پیر فلک کی داڑھی مین ہاتھ لگانے کا سامان بااین فرعونیت ضرور مہیا کر لیا۔

اب یہ ارادہ کرتے ہین کہ ہماری زمین کے گرداگرد کرۂ ہوا جو گردان ہے۔ آخر اسکا اور چھور کہین نہ کہین ضرور ہوگا۔ دیکھین اسکے بعد ہے کیا؟ گو زرکے بچے بھی ایک کرہ کے جوف مین رہتے ہین اور نہین یہ ہوس کبھی نہ ہوئی۔ حالانکہ پر پرواز موجود ہین۔ نہ انھون نے نمرود کی طرح عقابون کے تخت کسوا کے آسمانی خدا پر تیر اندازی کی ٹھانی حالانکہ ستر اسی میل تک گولہ پھینکنے والی توپین بنا چکے ہین۔

ایک فرشتے نے کہا تھا ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

انکی ہمت کے پرواز تک پہونچنے کا دعوے کرتے ہین جہان جاتے فرشتون کے پر جلتے ہین ہوائی جہاز کی بال کشائی نے سنہ ۱۹۱۰ مین ۲۲۲۳۵ فیٹ کی بلندی پر ایک جرمنی کو پہونچایا۔ جرمنی عقاب کی دیکھا دیکھی ایک امریکن لفٹنٹ نے ۳۰۰۰۰ فیٹ کی اونچائی پر دم لیکے نیچا دکھایا۔ اور سام کے حقیقی بھانجے میان جان بل ہین انھون نے ۳۴۰۰۰ فیٹ تک آسمان دیکھ کے ماموں اور دونون کے بھانجے جرمنی کو نیچا دکھا دیا۔

خیال ہے کہ چند ہزار فٹ کی بلندی تک پہونچ کے ہوا کی رقت جسم خاکی پر اور کے لحاظ پر غالب آجاتی ہے زندگی محال نظر آتی ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے سانس ہوا ہو جاتی ہے۔ سر چکر کر دن بگردن دوار مین جاتا ہے اسلئے آکسیجن کے پیچھے [illegible] ہین۔ صاحب بہادر کو آٹھ میل کی بلندی پر ہوا رقیق ملی جو آکسیجن کا پیالا ذخیرہ کی [illegible] ختم ہو جاتا تو ہوش کے ساتھ روح بھی [illegible] اڑ جاتی اور فرشتون کی صف مین [illegible] پر خوب صاحب جانتے شیخ صاحب کے بارے مین شاعر کہتا ہے ؎

گو شیخ مین ظاہر ہین صفات ملکوتی
حضرت کا فرشتون سے ابھی پر نہین ملتا

مگر یہان صرف ایک آکسیجن کا پیالا پینے پر ملکوتی دعوے حاصل ہو جاتے ہین۔ جل جلالہ۔ بجز ان اوصاف کے ابھی تک اتنے اونچے ہونے کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا کیا دیکھا؟ ہوا کی رقت اور اپنی بے بسی! کیا سنا فرشتون کی تسبیح۔ نہین جناب اس سے زیادہ عجیب چیز! ابھی ایشیائی کوتے ۲۷ میل کی بلندی پر قانون قائم کر رہے تھے۔ یعنی ان سفید بے دم عقلمند پرندون سے ایشیائی کوا بازی لے گیا۔ اب تو کلاہ گوشہ فخر اہل ایشیا آسمان سے ٹکرا گیا! کیا منہ ہے کہ کوئی مونچھون پر تاو دیتا ہے۔ ابھی تک آدمی تو آدمی ایشیائی کوؤن کی برابری نہ ہو سکی۔ ان کوؤن کو دیکھئے نہ آکسیجن کا پیالا ساتھ رکھتے ہین نہ ربڑ کے کنٹوپ سے چہرے کے منفذ بند کرتے ہین نہ آدمی سے لنگا ڈنکیہ بجتے ہین۔ تیس ہزار فیٹ تک ہوا ساکن رہتی ہے کوے خان کو اسکی بھی پروا نہین۔ اسکے بعد آندھی کبھی کبھی چلتی ہے میان زاغ فلک شاغ وہان بھی مگن۔ اللہ ری تری رسائی۔ عشاق سے التماس ہے کہ اب دعا اور نامے کو نامہ رسانہ باندھین کوے کے گلے مین دعا مین اور اڑا دین ۵۰ ہزار فیٹ تک گرد زمہریر ہے وہان پہونچ کے دعا سنگین ہو جائیگی اور نالہ یخ بستہ آگے گرمی ہے وہ پھر انھین اپنی صورت پر بحال کر دیگی اسطرح چالیس میل تک دعا و نامہ پہونچا دینے کا ہم وعدہ کرتے ہین۔ پھر اسکے اوپر اگرچہ مسئلہ بہت ہی رہ گیا ہے مگر [illegible] اور قیاسی گھوڑے دوڑا کے خود بفضل خدا پاتی ہے۔ ورنہ خواہد شد [illegible] حضرت مرزا ؎

فرشتہ جب کسی سے ہو وقتی ہی ہے حاصل
[illegible]

راقم [illegible]

[illegible]

۴۵ ہزار کی کڑی ٹھوکر

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ
چہ زند پیش باز رویین چنگ

واہ یہ تو خوب بات رہی کہ ذرہ سا موقع ملا اور یاروں نے دھر دبایا اور پھر تھوڑے دہت الکدم ۴۵ ہزار کی چپت اور اسکی پائیاں کتنی ہوئیں ارے باپ رے باپ کسی چکڑے پر لادی جائینگی آئے مولانا پیچ دوڑو غضب ہوا اور تم کون ستون بیٹھے ہو کیا تمہاری زبان کو گونگی کا نیوہ دراون سے کھوا تبھی کہیں دوسرے کی ایک نہ سنیں جائی کہ اگر آنکھ اثر بہت ہوتا ہے۔ جو چیختا ہے اوسکی بات سنی جاتی ہے۔

اے برتر از نعمت غیر مترقبہ غیر ملکی حکومت تیری ہیرا تو کبھی ادا پر ہم ہندوستانی سو جان سے تیرے ہیں۔ ہم بالکل بے قصور ہیں۔ جو کچھ بت لوٹے جھگڑے ہیں انہیں کی کھوپڑی پر یہ ۴۵ ہزار کا مرہم لگایا جائیگا۔

البتہ ہم ہیں سے جنہیروں نے جو دوست لگا ہی سرکائی ہے تو اسکا ثبوت ؟ اور بغیر ثبوت کے بلا چہ معنی دارد ہزاروں ہم ہیں ایسے امن پسند تھے جنھوں نے دوران فساد میں گھر سے باہر قدم نکالنا درکنار کواڑے کی دراڑ سے جھانک کے دیکھا بھی دل اتنا دھڑکا کہ معدہ قلابازی کھانے لگا۔ تیس تیس چالیس چالیس گھنٹے تک قدمچوں سے نہ اوٹھا سکے نہ دادمنے برابر سرکے کی ایک اجبار جاری رہی ایسی حالت میں سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا کہاں کا انصاف ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہوئی اسکے ہم بھی قائل ہیں کہ اثنائے فساد اور بعد حو حادث و قوہ اسکی بے سری الاپ الاپتے رہے کہ حضور ہم بندگان بارگاہ عالی کے سر آپکے قدموں پر تصدق ہو جائے بال بچے آپ پر قربان ہمارا دم فرمائیے آمین حریف سے بہت خدشہ ہے عجب نہیں کہ [illegible] دل میں کھٹک کے پی جائے آپ کی [illegible] ہر زندگی معرض خطر میں ہے بس اب ہم آپ [illegible] ہی ہوتے جی سکتے ہیں [illegible] حال [illegible]

ہماری بلند گستی پر توجہ فرمائیے اور ہماری جیسا نہ قوم کو بیل مارئے بڑی مہربانی ہوگی حضرت [illegible] جنیں پالا ہے خوش رہیں۔

اور حضور اس فساد سے تو ہماری آنکھیں کھل گئیں ہم خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ کہتے ہیں کہ ہمکو بالکل یقین ہو گیا کہ آپکے سائے عاطفت و عدالت گسترانہ وجود کی ہندستان کو سخت ضرورت ہے تو وہ کون سی بڑی بات ہے جہاں گورنمنٹ صد ہا جائز حقوق و مطالبات کو بلطائف الحیل ٹالتی رہتی ہے وہاں ان مطالبات کو بھی اس کان سنکر اوس کان اڑا سکتی ہے اسپر اسقدر [illegible] در آمد و نگھنے کو [illegible] کے بہانہ کا مصداق نہیں تو کیا ہے۔

ہاں تم پر ایکجانب کی ناقص رائے عظمت آرائے ہے کہ اور کچھ نہ سہی تو یہی کہاں کا تھوڑا ہے کہ گورنمنٹ ہماری چیخ پکار سے سمجھ لیگی کہ ہندوستانی ہمیں کو خوب جانتے ہیں۔ اب یہی چارہ کار ہے کہ دعا کرو کہ رسائی ہو جائے اسلئے کہ انکے اردلی آجکل بڑے زوروں پر ہیں۔

سگ دور باش [illegible]
این گریبان گرفت و آن دامن

اگر باوجود اس گفت و شنید کے تسلی ہو جائے تو بجائے ۴۵ ہزار کی کڑی ٹھوکر کی گرہ کرکے [illegible] ہے حکومت کو ایسا موقع [illegible] انکے قبضہ میں [illegible] زیادہ کراری ٹھوکریں موجود ہیں اور [illegible] ہو گی۔

راقم [illegible] خیال [illegible]

[illegible] ہمیں اس [illegible] کی بدولت [illegible] ہوں تو ہمیں بھی مطلع فرمائیے۔ [illegible] اپنے دام [illegible] کیا [illegible]

[illegible] وقت [illegible] اور اپنا اسم گرامی [illegible] جواب میں [illegible]

غرور شکنی بغرور

افلاطون اتنی [illegible] حکمت میں کمال [illegible] آپ [illegible] ایسا [illegible] عادت [illegible] تکمیل حکمت [illegible] باقی ہیں۔ [illegible] افلاطون کے کمرے میں گھسے [illegible] ریشمی فرش [illegible] روندنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ جواب دیا افلاطون کا غرور پامال کر رہا ہوں۔ افلاطون نے مسکرا کے کہا۔

"[illegible] غرور"

پیکار حکیم و ڈاکٹر

اُردو کی جان بے خطر ہیں

[illegible] کسی غریب کی جان [illegible] خوب [illegible] غریب بھی کون [illegible] آزار میں [illegible]

اُردو [illegible] غریب بھی ہے [illegible] پنجابی ڈاکٹر صاحب [illegible] تو فلسفی مگر اُردو کی [illegible] بیچ [illegible] ان کی [illegible] شہرت [illegible] ہمارے شہر [illegible] حکیم صاحب کو پیچ پوچھے [illegible] مزاج شناس [illegible] ڈاکٹر صاحب میں [illegible] حکیم صاحب [illegible] ایک شعر پڑھا کرتے ہیں

[illegible] کا میں [illegible]
[illegible] حکیم

جناب حکیم صاحب نے [illegible] پنجابی ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کے یہی فرمائش کر دی "ابھی آپ اردو جانتے ہی نہیں ہم اہل زبان ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ [illegible] تم [illegible] ہم حکیم [illegible] میں [illegible]"

ابھی تک جنگ [illegible] کیا معنی کہ ڈاکٹر صاحب [illegible] چند [illegible] میں سے کسی نے جواب میں قلم نہیں اوٹھایا اسوقت [illegible] ڈاکٹر صاحب کی خاموں [illegible]

بحث نہیں ہے وہ پیچھے ہیں یا آگے۔ اہل زبان ہیں یا نہیں اسکا فیصلہ پھر کبھی ہوگا۔ ہمیں اس وقت حکیم صاحب کی زباندانی سے بحث ہے جو اپنے زوال پذیر شہر کا تعارف میں اہل زبان ہونیکا دعوےٰ فرماتے ہیں حالانکہ اردو کے بارے میں اونکی معذرت اوس شاگرد کی سی ہے جسے طبی قیاس کی بے مثل باگی دکھائی تھی۔

نقل ہے کہ ایک اونٹ صاحب لمبی گردن میں گول تربوز اوتار بیٹھے تربوز پھنسا گردن ٹیڑھی ہو کے جانکا پانی کا کنارا بن گئی۔ ساربان نے حکیم صاحب کے ہاتھ جوڑے کہ حضور اسکا علاج کیجیے یہ کمبخت کھیت سے تربوز توڑ کے کھا رہا تھا کسان نے پیچھے اس نے گھبراہٹ میں سوجا تربوز ہڑپ کر لیا۔ حکیم صاحب ہتھوڑی ہاتھ میں لے کے اوٹھے دو چار ہاتھ لگائے تربوز بھیجا کے آسانی نیچے اوتر گیا۔ اتفاق کی بات کہ حکیم صاحب کے شاگرد رشید کی مادر مہربان مدت سے گھینگے کی بیماری میں مبتلا تھیں حکیم صاحب کے تجربات کی بیاض در معمولات کے دفتر میں یہ نسخہ موجود نہ تھا جو شاگرد صاحب چوری چھپا کے نقل کر لیتے اس واقعہ کو لطیفہ غیبی اور لطف غیبی سمجھ کے بہت نہال ہوئے اپنی والدہ کو ماں زری پلنگ کے پائے پر گھٹنا کر دیجیے زمین پر گھ علاج کروں واقعہ دو منٹ میں اچھی چنگی ہو جائیے گا۔ قسمت سے آج تیر بہدف نسخہ ہاتھ آگیا ہے۔ وہ بیچاری عاقل الزمین تھیں۔ صاحبزادے کے کہنے میں آگئیں۔ صاحبزادے دو قدم پیچھے ہٹے۔ اور دو دستی ہتھوڑا رسید کر دیا پہ یک ضرب ادھر تو گھینگے کا ہفت خوان سر ہوا اودھر مادر گرامی کے عناصر میں تفرق اتصال۔

اسی طرح ایک حکیم صاحب شاگرد کو ساتھ لے کے تشریف لیگئے بیمار کو دیکھنے پلنگ کے پاس نارنگی کے چھلکے پڑے تھے نبض میں تغیر پایا تو گمان ہوا کہ شاید مریض نے نارنگیاں کھائی ہیں کہنے لگے آپ نے بد پرہیزی کی ہے نارنگی آپ کے حق میں سم قاتل ہے۔ شاگرد نے باہر آکے حکیم صاحب سے یہ رمز دریافت کیا اور حضرت نے علت بیان کر دی۔ ”ہمت بابی“ اگلے ہی بیچارہ چند روز کے بعد شاگرد صاحب بھی کسی شامت زدہ اہل دیہہ کا علاج کرنے بلائے گئے حضرت نے مریض کے ارد گرد نگاہ کی جاسوس دوڑائے وہاں ماکولات کی ایک نشانی بھی نہ ملی سڑا ہوا تھا ایک کونے میں ڈھیر تھا پہلے حضرت نے ہاتھ نبض پر رکھا پھر بوریاں پڑا گئے ”نمدا اس بیماری میں سم قاتل ہے آپ نے بڑا کیا جو حد سے زیادہ نمدا نوش کیا“۔

ڈاکٹر کی زیر مشق اردو یا ڈاکٹر کی بیمار ذہنی ہوئی اردو کے گھینگے پر حکیم صاحب نے چوٹ کی ہے اور ریختہ کو اپنی زبان دانی کا نمدا یوں کھلایا ہے۔ (ملاحظہ ہو)۔ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) اسکے ابتدائی خصوصیات کو آگے چل کر آسانی سے بدلا نہیں جا سکتا۔

(۲) ان محاسن ”کو“ اردو شاعری میں بطور پر لیا جا سکتا تھا۔

(۳) ان سب پابندیوں ”کو“ اوٹھا دیا جائے (اشد ضروری ”کو کو“)

حکیم صاحب تو ہیں اہل زبان اونکا ذکر نہیں ہمارے شہر کے عوام و خواص ایسے محل پر یوں لکھتے ہیں:-

اسکے ابتدائی خصوصیات آگے چلکر آسانی سے نہیں بدل سکتے۔

یہ محاسن اردو شاعری میں بطور پر لیے جا سکتے تھے۔

اگر یہ پابندیاں اوٹھا دی جائیں۔

لاحول ولا قوة۔ حکیم صاحب اہل زبان مقلد نہیں ہوتے۔ یہ ”کو“ پنجاب میں پیدا ہوا۔ شرر صاحب نے اپنے ناولوں میں دہین سے مستعار لیا۔

اے بھگو اخبار تو بس کچھ جانتے بوجھتے نہیں ہیں اونکی بلا سے فصاحت کا خون ہو یا لطافت کی جان پر بن جائے اونکے واسطے یہی کافی ہے کہ مولانا شرر بھی تو اہل زبان ہیں:-

پھر فرماتے ہیں:-

(۴) ”خیالوں میں جب یہ اشتراک پیدا ہو جاتا ہے تو ایک کی شاعری کو دوسرے کی شاعری پر ترجیح دیا جا سکتا ہے“

اس عبارت میں غیرت خباب اکو صاحب تو ماحوق پچھلی سے دیتے ہوئے تھے آخر میں زبان کی صحت بڑھانے کے لیے (دیکھیے) ہی ہے یا نہ نہ پڑا۔ کیونکہ مولانا؟

سکے لیے سب جائز ہے ہمیں کوئی ایسا کارخانہ بھی معلوم نہیں جہاں شاعری کو ”ڈھالا“ جا سکتا ہو نہ مقابل کے معنی میں ”ڈھلنا“ مستعمل ہے اہل زبان صاحب کا مطلب شاید یہ ہے کہ ایک کی شاعری کا مقابلہ دوسرے کی شاعری سے بوجہ بعد ممکن نہیں۔

(۵) ”لیکن اونکی زباندانی کے کمال“ کو تو دیکھنا چاہیے کہ کس پایہ کی دعتی“

ہت ترے ”کمال“ کی ایسی تیسی کمبخت زمانہ ہمیشہ مذکر سے مونث ہو گیا کہتے تھے ”زباندانی“ کے پاس بیٹھ۔ آجکل عورتیں زبردستی مرد بن رہی ہیں انھیں شادی کی ضرورت ہوگی تو لامحالہ اچھے خاصے مرد کو عورت بنا ڈالینگی۔ جناب حکیم صاحب از باندانی چڑیل ہو گئی اپنی ایسی تیسی میں مگر ہم آپ کے کمال کی قائل ہو گئے کتنی سہولت سے حضور نے اس ”کمال“ مردود کو بدحیا بنایا ہے طب میں ضعف رجولیت کے نسخے ہزاروں موجود ہیں لیکن تبدیل جنس کا نسخہ نایاب ہے۔

(۶) ”اپنی سوشل حالت“ کو ”ابتک سدھارا“

شاید ”سوشل“ اون لفظوں میں سے ایک ہے جن کا ترجمہ اردو میں ناممکن ہے۔ جب تو اہل زبان حکیم نے عمداً استعمال فرمایا۔ ہوتا تو کیوں اوتھا رکھتے۔ آخر ”سدھارا“ بھی تو ”کمال“ داس کی مقتدر ہے۔ دگیا ”کو“ محبوب ”کو“ مرغوب ”کو“ سبحان فصاحت ”کو“ اہ وہ کہیں جان چھوڑتا ہے؟ وہ دم کے ساتھ ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔

(۷) ”اس کو بے سرو پا باتوں میں، خیالی افسانوں، تخریب اخلاق اور تعلیم بے شرمی و بیدینی اور تحریک افراد۔ سب و شتم اور بیہودہ درائی میں صرف کریں اور آلہ کار بنائیں۔“

جملہ کا ہے کو فصاحت کا تالوده ہے۔ چھینٹے سے ٹپک رہا ہے۔ کہیں فارسی کو ”و“ داو عطف ”و“ پکا کہیں اردو کا ”اور“ بکھو سے کی طرح تیرایا۔ خسر شاہ الآکار کی چٹنی تو بنی۔ ایک جاہل انہیں نواب زادے نے سن گن پائی کہ دوامی وثیقہ پنشن میں تبدیل ہو جائیگا بیچارے بہت گھبرائے سرکار کے نام عرضی لکھنے بیٹھے ”حضور فیض گنجور قیامت زمان عالم ... سلامت از غرض میہ باد“

بعد ادائے آداب کے التماس یہ ہے کہ ہمارے آبا و اجداد نے امانتی سودی پروٹ بھی خرید کیے اور سرکار کمپنی بہادر کو نقد روپیہ برائے وثیقہ دائمی بھی دیا۔ اب سنتے ہیں کہ یہ وثیقہ پنشن ہو جائیگا حضور مالک ہیں مختار ہیں مگر انصاف یہ چاہتا ہے کہ وثیقہ ہمارا وثیقہ ہی رہے۔ الٰہی آفتاب دولت تاباں درخشاں باد۔

مکرر یہ کہ وثیقہ پنشن نہو۔

(۸) "اُن کے شاعرانہ خیال غیر اہل ہوگئے ہیں"

خیال واحد ہے جمع نہیں فصحا اس مقام پر "خیالات" کہتے۔ یہ کوئی کل عظمت و تعظیم بھی نہیں کہ اہل زبان صاحب واحد کو نواب صاحب بہادر بنادیں۔ رہا "نیچرل" تو وہ "سوشل" کا بھائی ہے "سنگ زرد برادر شغال" ظن غالب ہے کہ حضرت اہل زبان کی تقسیع حافظہ میں "نیچرل" کا بدل بھی محفوظ نہ تھا۔ وسعت علم اسی کا نام ہے۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت انگریزی پر اسی طرح حاوی ہیں جس طرح طب اور اُردو پر۔

(۹) "کاش اس میں وہ اس درجہ "تقشف" نہ فرماتے۔"

ہاں صاحب حکیم ہوتے کے [illegible] کوئی [illegible] اور "کفر" سے ہی کی جگہ "تقشف" نہ کہے [illegible] سے اوٹھا دی جائے؟

اگر یہ کل بھی اصلاح صرف کرنے کا نہیں ہے بہت دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہوتی تو آپ ہرگز اس مقام پر "تقشف" صرف نہ کرتے۔ "تقشف" [illegible] کو کہتے ہیں۔ [illegible] طب سے تعلق نہیں رکھتا۔ کوئی باخبر شخص [illegible] میں "تقشف" سے [illegible] اور ہماری طرح کے جاہل نہ "کفر" مراد نہیں لے [illegible]۔ وہ بیچارے خیال کرینگے کہ اہل زبان صاحب کے علق میں [illegible] تھا جیسے [illegible] پھر [illegible] "تقشف" [illegible]

(۱۰) "فطرتی جذبات اور حسیات"

[illegible] بہت [illegible] فطری اور [illegible]

علمی درسی عربی کتاب کی سند بھی ساتھ ہی ارشاد ہو آپ تو حکیم بھی ہیں اور اہل زبان بھی۔ "فطرتی" کی جگہ "فطری" فرماتے تو ہم جہلا احسانمند ہوتے کیا معنی کہ ہماری اصطلاح میں "فطرتی" کے معنی کچھ اچھے نہیں ہیں۔

(۱۱) "شعر جو وہ زبان اجڑ والوں کے لیے کوئی سند نہیں"

سچ ہے بغیر "کوئی" کی دُم کے فصاحت نہیں رہتی۔ اچھا کیا آپ نے۔ بے دُم کی فصاحت کس کام کی۔

(۱۲) "اقبال کی اُردو دانی میں بحث نہیں مگر کلام ہے"

دو بحثوں کو تو بہت سے لوگوں کو۔ [illegible] اہل زبان کو تو ہم بھی بولتے ہیں۔ اور اس کو ہر دو (لکھنؤ) میں ہر شخص یہی کہتا ہے۔ [illegible] اہل زبان کی بات جداگانہ ہے۔

(۱۳) "زمانے نے تاریخ کا ورق پلٹا"

جناب حکیم اہل زبان صاحب! آپ تو ہیں اہل زبان [illegible]

[illegible] شاید ہمارا قیاس صحیح ہو۔

(۱۴) "ہر جگہ کی زبان سند نہیں ہو سکتی"

[illegible] اہل زبان [illegible]

نے بھی نہیں کہیں۔ صرف اتنا یوں کہیے "ہر جگہ کی زبان مستند نہیں۔ ہر جگہ کی زبان قابل استناد نہیں۔ ہر جگہ کی زبان سند نہیں ہر جگہ کی زبان سند نہیں مانی جاتی" وہ سند ہے غازی کا تکیہ یا بعض کے فقرات و ترجمات نہیں ہیں اسے گنتی سے کیا علاقہ؟

(۱۵) "اور غالب مرحوم کی اتباع کرتے"

معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب مذکر سے ڈرتے ہیں چنانچہ قبل ازیں "کمال" کو لیکے بھی یاد بھی حضرت نے "زباں دانی" کے قریب بٹھا دیا تھا۔ اب "اتباع" کے کان تک چھید دئیے۔ "اتباع" متابعت اور پیروی کا مرادف ہے شاید اسی دھوکے میں حضور پھنس گئے اور مونث تحقیقی کے علامات انکو یہیں نظر نہ آئے۔ کیا ہوا اہل زبان ہو۔ ہر حکیم یقیناً مذکر کو مونث اور مونث کو مذکر بنا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ تانیث میں تو علا اور کل [illegible] کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

(۱۶) "زبان کے عام [illegible]"

[illegible]

[illegible] زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند موتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ زبان نہ پہلے سند [illegible] تھی۔ نہ اب سند ہو سکتی ہے۔

[illegible]

(۱۷) "عاشق و معشوق"

ہاں عاشق اور معشوق کو جو اہل زبان صاحب کو ناگوار ہوا عشق اور معشوق کو جوڑ لگا دیا۔ بچوں کا کھیل [illegible] خود ہی دیکھ لیجئے۔ [illegible]

(۱۸) [illegible]



خاصیت ہمانہ بود بوم شوم را

ریزنرے سیکنڈ اتلاڈ (دیا) آرے رے رے رے رے رے رے رے ۔ ھرے ۔ ھرے رے رے رے !

ہندوستان دیریں ... آپ تمہاری دم میں فدوی بہت اُترتے پھرتے تھے ۔ اب ایک ہی بازو سے برٹش ... کی ... کرو ...

ہونا یا ہونا

ایک کاتب صاحب قرآن میں شیطان فرعون ہامان
اور دوسرے کافرون کا نام دیکھ کے بہت بگڑتے ہیں
ایسی مقدس کتاب اور ایسے ناپاک نام! آخر اونھون نے
اصلاح دی۔ ان برے نامون کی جگہ اپنے والد اور
صاحب فرمائش کے والد کا نام ہی لکھ دیا۔ ایسے
بندے بھی خدا نے پیدا کیے ہیں۔

ڈاکٹر پر اعتراض ہے کہ اونھون نے سروٹے آب نیل
کیون تحریر کیا۔ ہمین معلوم نہیں کہ معترض صاحب فارسی
کے اہل زبان بھی ہیں یا نہیں۔ فارس کے باشندے
جو اہل زبان نہیں ہیں مثلاً ناصر الدین شاہ قاچار مرحوم
اس سے بے تکلف مثل ہمین خیال کرتے ہیں رقم از بیرہ

"اندازی آدم خانہ"

(۱) اگر شعر او حال [illegible] کی اکثر عجب
زبان دانی کا پتہ لگے

واقعی زباندانی ہے تو عجب۔ اسمین شک نہیں بظاہر
اہل زبان کا غیر زبان سے واقف ہونا جیسے دانی کے
ساتھ [illegible] اس دانی کو اپنے شیخ
[illegible] سبحان اللہ۔

(۲) اگر [illegible] کی شاعری کے ساتھ [illegible]
کرینگے

[illegible] کے ساتھ [illegible] فصیح ہے۔ اور
[illegible] کی تعریف ہو نہین سکتی ہیگی۔ یہ اہل زبان کا
اجتہاد ہوگا۔ کسی کو مجال دم زدن نہین ہوگی۔
(آئندہ بھی کچھ لکھنا مقصود ہوگا)
راقم۔ خادم الحکما حکیم خواجہ [illegible]

الایمان

ڈیڑھ سو صفحہ کی خوبصورت واضح قلم سے چھپی ہوئی
کتاب محمد مقتدی خانصاحب شروانی کی مرتب کی ہوئی
مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے
اس کتاب میں عقائد ضروری اہل اسلام کی تفصیل ہے۔
عام مسلمان بچون کے واسطے بہت مفید ہے۔ جو لوگ
اپنے بچون کو عقائد اسلام سے باخبر رکھنا ضروری
خیال کرتے ہیں اونھیں ضرور منگانی چاہیے۔ کتاب
اتنی مقبول ہوئی کہ دوبارہ چھاپی گئی۔ بارہ آنہ قیمت
مقرر ہے۔

مطلع الانوار

مولوی مقتدی خان صاحب شروانی ایک خادم علم
بزرگ ہیں ۱۹۱۶ء سے آپکی نگرانی میں امیر خسرو مشہور
شاعر کے افادات شائع ہو رہے ہیں۔ امیر خسرو اپنے
وقت کے سعدی تھے۔ فارسی زبان کے ساتھ ہی
انھیں برج بھاکھا پر بھی کامل عبور تھا۔ انھون نے
ایک طرف ہندوستانی موسیقی میں عجمی موسیقی کے
گون کا (مثلاً ایمن۔ نقش۔ قول گل۔ شہانا حسینی۔
زیلف۔) اضافہ کیا دوسری طرف ایرانی شاعری میں
ہندوستانی اور ہندی شاعری میں ایرانی نازک
خیالیان بڑھائیں۔ ایسا جامع کمالات بجز خسرو کے
اور کوئی نظر نہیں آتا جو ایرانی و ہندی علوم
و فنون پر یکسان قادر ہو۔

مثنوی مطلع الانوار میں اخلاق و تصوف کے
نکات بانداز لطیف و ظریف حل کیے گئے ہیں۔
مضامین کے بارے میں کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات
ہے۔ فرصت اور گنجائش ہوتی تو اپنی ترتیب سے چند مضامین
ہم بھی نقل کرتے۔

بہرحال ان جواہر کا عرض بازار ہونا ایک نعمت
ہے۔ چھپائی اور کتابت قابل تحسین ہے کاغذ بھی
خوب ہے۔ ۲۰۰ صفحہ کا حجم ہے۔ والی دکن کے نام سے
معنون ہے جو لوگ اہل کمال کے آثار سے مستفید
ہونا پسند کرتے ہیں اونھیں "مسلم یونیورسٹی پریس
علیگڑھ شعبہ اشاعت کلیات خسرو" سے درخواست
کرنی چاہیے۔ سنا ہے کہ حضرت خسرو کے دیگر افادات
بھی مثلاً شیرین خسرو۔ لیلی مجنون آئینہ سکندری۔
ہشت بہشت۔ قران السعدین۔ جواہر خسروی۔
اسی اہتمام خاص سے طبع ہوئے ہیں مگر ہماری نظر سے
نہیں گزرے۔

جمال ہم نشین

خاتون اکرم صاحبہ ایک تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ اونھیں
اُردو میں مضمون لکھنے کا شوق تھا۔ بیچاری نوجوانی
ہی میں دنیا سے روپوش ہو گئیں۔ علامہ راشد الخیری
صاحب نے ان مضامین کا مجموعہ بہت اہتمام سے عمدہ
چکنے کاغذ پر چھپوا کے شائع کیا ہے۔ اور خود ہی دیباچہ
بھی تحریر فرمایا ہے علامہ راشد الخیری صاحب مضامین کی
توصیف و تحسین کے بعد فرماتے ہیں:۔

"عجب ہوتا ہے کہ [illegible] کی نظر انتخاب نے جو
موضوع بھی پسند کیے وہ حسب حال اجل۔
عالم نزع، عبرت گاہ دنیا، نیرنگی زمانہ"

مگر تعجب کا محل نہیں۔ روح نے پہلے ہی سے روانگی کا
ارادہ کر لیا تھا اور اسے عالم بالا ہی کی سوجھتی تھی۔
مجموعہ کی ۱۲ قیمت ہے۔ جناب علامہ کی عمر نسوانی اخلاق
کی اصلاح میں صرف ہوئی ہے کسی دوسرے کی رائے سے
بہرحال اونکی رائے مرجح ہے وہ ان مضامین پر صاد
فرماتے ہیں لہذا دفتر عصمت دہلی سے آنکھ بند کرکے
بغیر اندیشہ لیت و لعل منگا لیجیے۔

صادق جنتری ۱۹۲۶ء

اس جنتری میں جدول شہور، انگریزی وعربی و ہندی وفصلی وبکرمی ومضامین طبی وفہرست ایام تعطیل واحکام نجوم وتفصیل ایام سعد ونحس وجدول طلوع وغروب واختیارات غرضکہ تمام ضروری باتیں جمع کردی ہیں صادق پریس رکاب گنج لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔ سال آنے دیجیے انشاء اللہ ہر ایک بات قابل نظر وتبصرہ ہوگا۔ ابھی سے کوئی کیا لکھے۔

سستی ہے ایک آنہ دے کے سال بھر تک کام لیجیے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آخر اس چھیڑ سے کیا فائدہ اتنا تو کہو
اور بھی بڑھتی ہے ناصح تیرے سمجھانے سے

ایک قاضی نے آلات کشید شراب گرفتہ برآمد ہونے پر صاحب خانہ کو سزا دی تماشائیوں میں ایک اہل دل بھی تھے اونھوں نے اپنا جبہ خرقہ اوتار اصلاح سے کیا وزہ استعمال جبتہ و حیرت سے منہ دیکھنے لگے قاضی صاحب نے پوچھا کیا ہے؟ مرد خدا نے جواب دیا ہے کیا کچھ نہیں شراب سازی کے آلات قاشی میں نکلے آزادی کی حد جاری ہوئی۔ بندہ کے پاس آلات زنا کاری موجود ہیں۔ حضور کا انصاف کسی نہ کسی وقت متعلقات کے وجود پر گنہگار کو بھی پکڑیگا تو بہتر کہ خود ہی سزا قبول کرلوں۔ حضور کو زحمت نہ دوں یہ بہ طرز قصہ منطقی مستقیم تھا مگر بعد اپل کی تشریح ریاست غالبا منطق میں اوتھیں قاضی صاحب کی روحانی کشش ہے ریاست نے پہلے ہی اس خیال سے ریاست کی بگڑی اور کسر دی مگر آمدنی میں خسارہ ہوا تو یاد آیا کہ ممانعت سے لوگوں کی اشتہا بڑھ گئی۔ بھوک پیاس کی شراب تیار کرنے اور بیچنے میں قانون ممانعت ہٹا دینے پر حکم دے دیا۔ کوئی ایک گناہ کیا تھا جس سے توبہ کی جاتی ہے منظور شد۔ اگر کوئی اہل دل ہو تو ضرور وہ تمام مشروع باتوں کے علانیہ جاری کر دینے کی درخواست کرینگا۔

(۱) چوری بری بات ہے قانون اسکے خلاف جاری ہوچکا مگر لوگ نہیں مانتے۔ پردۂ شب میں بغیر قانونی اطلاع دیے سیند لگاتے ہیں۔ لہذا قانون سے کیا فائدہ ہاں یاروں کو چوری ڈالو گے تو آدھا مال ریاست کو دو۔ باقی تمھارے باپ کا مال ہے۔

(۲) چھنالا (زنا) ہزار تدبیروں سے روکنے پر بند نہ ہوا۔ وہ قانون ہی کیا جسکی پابندی نہ ہوسکے۔

(۳) جھوٹی گواہی دینے پر سزائیں بھی دیں اونھوں سے بھی نصیحت کروائی مگر صحیح نہ شد۔

علیٰ ہذا القیاس جملہ ممنوعات جنکا ارتکاب شرعا اور قانونا ممنوع اور قابل سزا ہے ہمیشہ سرزد ہوئے اور ممانعت کے باوجود ہوئے۔ لگے ہاتھوں سب جاری کر دیجیے۔

سن چاہے منتر پڑھائے۔ اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اسی کا نام ہے بلکس کی چاٹ اور آمدنی کی طمع تھی تو کیوں خواہ مخواہ اعلان کرکے اہل عقل ودینداروں سے تعریفیں کروائیں؟

مشکل ہے ضبط گریہ بے اختیار کا
کب تک لگے بہائی دریا کرے کوئی

ہاں صاحب مشکل ہے اور بہت مشکل ہے ذرا بھی آہستہ سے انگلی چھوتے ہی برسنے لگتا ہے۔ دل بھر ہوا او نظمی اشعار آنکھوں سے گنگا جمنا بہا دیتی ہے۔ مگر گریہ بے سبب پر صاحب عقل متعجب ہوتا ہے چنانچہ جب ہمنے سنا کہ شہریار افغانستان کی خدمت میں ایک مسلمان زردوز کے پیش کرنے کے وقت حاجی شوکت علی صاحب پھکا پھکو رونے لگے تو علت گریہ کی تلاش میں ذہین ناکام ہوئی۔

آخر کیوں روئے؟ زردوزی کا مرجھانا تھا مزرکش اور علامت افلاس ہے؟ یا رتبا ادنی مرتبہ (کبھی اور بھی یوں آنسو بہے تھے) شہریار افغانستان کے سامنے رونا سبب تھا؟

اشعار کی فدر ومین جیسا ہے کہ حاجی صاحب گریہ آمیز آواز میں فرمایا۔

"ما مسلمانان ہند غریب ونفلس مانستیم بجز خدا برتر ما ہیچ وسیلہ نداریم؟"

غربت بیچنے سے دشمنی تمری وجبری نہیں ہے۔ اسکے علاوہ حدیث میں ہے مسعود و سلام پیہ اس پر رونا کیسا ہے۔ افلاس تو وہ کل افراد پر طاری نہیں اور ہم کبھی یاد نہ کرینگے کہ حاجی صاحب اپنے افلاس پر ایک بادشاہ کے سامنے رو دیے۔ لاحول ولا قوۃ سیاہی آدمی کہیں افلاس پر روتا ہے۔ شہریار افغانستان کو بھی یہ گمان نہیں گزرا ہوگا وہ "لا تقنطوا" کی برکت پر کمالے دونے چونے کے عوض پرانے نواب کی سفر یورپ کا چالیسواں حصہ ضرور دے نکلے۔ الغرض جب تک یہ حاجی صاحب ان کی گریہ سیال کی گرہ کشائی خود زبان مبارک سے نہ فرمائیں یہ مسئلہ غیر حلول رہیگا۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ رونا دھونا بالکل خودداری کے خلاف ہے اور حاجی صاحب کی پیشانی مقدس یا محراب جبین ان بوسہ ہائے عقیدت سے سابق کی بہ نسبت اب زیادہ متبرک نہیں ہوئی ہے

تا کے کنی بہ گریہ طلب آرزوئے دل
اے دیدہ پیش خلق مریز آبروئے دل

یہ ناغہ شدہ نمبر ہیں ان نمبروں پر جو تاریخ درج ہے وہ تاریخ اشاعت نہیں بلکہ تاریخ سلسلہ ہے۔ "منیجر"

التماس

ناظرین اودھ پنچ کی خدمت میں التماس ہے کہ جو جنتری ۱۹۲۶ء نہایت آب وتاب سے چھپکر تیار ہوگئی ہے مضامین نظم ونثر نہایت اعلےٰ درج کیے گئے ہیں۔ کاغذ اور طباعت بھی بہترین ہے دام قیمت ۶/ مجلد ۸/ لیکن خریداران اودھ پنچ کو صرف دو آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر روانہ کی جاویگی۔

حوالے کے ساتھ پتہ صاف لکھیے۔

حکیم سید محمد نواب بیت الشفاء۔ گیا (صوبہ بہار)